حافظ صلاح الدین یوسف

درس حدیث

(۱) علیکم بالصدق فان الصدق یھدی الی البر و ان البر یھدی الی الجنة

ترجمہ:۔ تم سچائی کو اختیار کرو' اس لئے کہ سچائی نیکی کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور نیکی انسان کو جنت تک لے جاتی ہے۔ (صحیح مسلم' کتاب البر و الصلة' باب قبح الکذب و حسن الصدق و فضلہ)

فوائد

سچائی یا راست بازی کا مطلب ہے کہ کسی کے ساتھ دھوکہ فریب نہیں کرنا' جعل سازی اور ملاوٹ سے گریز کرنا اور خلاف واقعہ بات نہیں کرنی۔ ہر ایک معاملے میں سیدھی' صاف اور کھری بات کہنی ہے ۔ جیسے اللہ نے فرمایا:

یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ و قولوا قولا سدیدا۔ (الاحزاب ۷۰)

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سیدھی (سچی) بات کرو۔

اس کا نتیجہ یہ ہو گا:

یصلح لکم اعمالکم و یغفرلکم ذنوبکم۔ (الاحزاب ۷۱)

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ تمہارے کام سنوار دے گا اور تمہارے گناہ معاف فرما دے گا۔ اور جس کے کاموں کی اصلاح ہو گئی تو سمجھ لو کہ اس کی دنیا سنور گئی اور جس کو بارگاہ الہی سے گناہوں کی معافی کا پروانہ مل گیا تو گویا اسے جنت میں جانے کا سرٹیفکیٹ مل گیا۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ سچائی' دنیا اور آخرت دونوں جگہوں میں عزت اور کامیابی کا باعث ہے' اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ و کونوا مع الصادقین۔ (سورة التوبة ۱۱۹)

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔

اس لئے ہر مسلمان کو خود بھی سچا اور راست باز بننا چاہئے اور سچوں کے ساتھ ہی دوستی اور محبت بھی رکھنی چاہئے۔

(۲) علیک بالرفق ان الرفق لا یکون فی شئی الا زانہ و لا ینزع من شئی الا شانہ (صحیح مسلم' کتاب البر والصلہ والاداب' باب فضل الرفق' عن عائشةؓ)

ترجمہ:۔ اے عائشہ! نرمی کو اختیار کرو' اس لئے کہ نرمی جس چیز میں بھی ہوتی ہے' اسے وہ خوب صورت کر دیتی ہے اور جس چیز سے بھی نرمی کو اٹھا لیا جائے' تو وہ اسے عیب دار کر دیتی ہے۔

فوائد

نرمی' حسن کا باعث اور سختی اس کے برعکس عیب ناکی کا سبب ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ نرمی پسندیدہ عمل ہے جس سے انسان کے اخلاق و کردار میں حسن پیدا ہوتا ہے اور جس سے عند اللہ مقبولیت حاصل ہو گی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ خود بھی رفیق (نرمی کرنے والا) ہے۔ وہ نرمی کو پسند کرتا ہے اور نرمی پر وہ جس طرح اپنے بندوں کو نوازتا ہے' سختی کرنے پر اتنا نہیں نوازتا۔ اس لئے نبی ﷺ نے ایک اور حدیث میں فرمایا ہے:

من یحرم الرفق یحرم الخیر۔ (حوالہ مذکور)

ترجمہ:۔ جو نرمی سے محروم کر دیا گیا وہ بھلائی سے محروم کر دیا گیا۔

عام لوگ سختی کو اچھا سمجھتے ہیں اور یہ فاسد گمان رکھتے ہیں کہ عزت و وقار جا و بے جا سختی کرنے میں ہے۔ چنانچہ وہ اپنے ماتحتوں' بیوی بچوں اور دوستوں اور رشتے داروں کے ساتھ سختی کے ساتھ پیش آتے ہیں تاکہ ان کے زعم باطل کے مطابق ان کا وقار محفوظ اور رعب و دبدبہ قائم رہے۔ لیکن ایسا سمجھنا خام خیالی اور کم عقلی ہے۔ سختی سے اگر دبدبہ قائم ہوتا بھی ہے تو وہ صرف ظاہری حد تک اور بالکل عارضی ہوتا ہے۔ جب کہ نرمی' پیار و محبت اور شفقت سے جو وقار حاصل ہوتا ہے وہ انسانوں کے دلوں کی گہرائیوں میں قائم ہوتا ہے اور نہایت پائدار ہوتا ہے۔ حتی کہ موت بھی اس کو دلوں سے نکالنے پر قادر نہیں۔ مرنے کے بعد بھی نرم دل اور شفیق و مہربان شخص کو لوگ نہایت عزت و احترام سے یاد کرتے اور رکھتے ہیں۔

(۳) تھادوا تحابوا۔ (صحیح الادب المفرد' للالبانی' رقم ۴۶۲' ص ۲۲۱' والارواء ۶ر۴۴)

ترجمہ :۔ ایک دوسرے کو ہدیئے دو اس سے تم باہم محبت کرو گے۔

اس میں ایک دوسرے کو ہدیہ (تحفہ اور عطیہ) دینے کا حکم اور تاکید ہے۔ اس کا فائدہ یہ بتلایا گیا ہے کہ اس سے دلوں کا کینہ اور بغض دور ہوتا ہے اور احترام و محبت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔

ہدیئے کے لئے ضروری نہیں کہ بیش قیمت ہی ہو، بلکہ حسب استطاعت ہو سکتا ہے۔ اللہ نے صاحب حیثیت بنایا ہے تو اچھا سے اچھا ہدیہ دو اور زیادہ طاقت نہیں ہے تو ادنی چیز بھی ہدیہ دی جا سکتی ہے۔

کوئی معمولی چیز کا ہدیہ دے تو ہدیہ دینے والے کو حقیر سمجھا جائے اور نہ ہدیئے میں دی گئی چیز کو کم تر خیال کیا جائے۔ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

لا تحقرن جارة لجارتها ولو شق فرسن شاة (ترمذی، ابواب الولاء والهبة باب ماجاء فی حث النبی ﷺ علی الهدیه)

ترجمہ :۔ کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کو (یا اس کے ہدیئے کو) حقیر نہ سمجھے، اگرچہ اس کا بھیجا ہوا ہدیہ، بکری کا آدھا پایہ ہی ہو۔

ہمارے معاشرے میں معمولی چیز کے ہدیئے کو بھی اور ہدیہ بھیجنے والے کو بھی حقیر سمجھا جاتا ہے، اس لئے غریب اور کم تر حیثیت کے افراد ایک دوسرے کو ہدیہ دینے سے گریز کرتے ہیں اور یوں مسلمانوں کی ایک بہت بڑی اکثریت اس فرمان نبوی ﷺ پر عمل کرنے سے محروم رہتی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ مسلمان اپنی اصلاح کریں اور کسی بھی دوست، رشتے دار یا پڑوسی کے ہدیئے کو حقیر نہ سمجھیں اور نہ اس کی بنا پر ہدیہ بھیجنے والے کو کم تر خیال کریں۔

ہمارے معاشرے میں شادی بیاہ یا اور دیگر تقریبات کے موقع پر ایک دوسرے کو ہدیہ دینے کا رواج ہے اور یہ ایک اچھی رسم ہے جس کی بنیاد باہمی تعاون کے جذبے پر ہے۔ لیکن اس میں خرابی یہ پیدا ہو گئی ہے کہ ہدیہ دینے والا اسے قرض کے طور پر دیتا ہے اور لینے والا بھی اسے اپنے ذمے قرض سمجھتا ہے۔ چنانچہ ایک دوسرے کی شادیوں اور دیگر تقریبات میں ان ہدیوں کا تبادلہ اسی نقطہ نظر سے کیا جاتا ہے اور تبادلے میں سابقہ ہدیئے کی مالیت کو پیش نظر رکھا جاتا ہے۔

یہ بات تو صحیح ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو کوئی شخص ہدیہ دیتا، تو آپ اس کے بدلے میں اس سے بہتر ہدیہ اسے پیش فرماتے اور اپنی امت کو بھی آپ نے اسی اسوہ حسنہ کے اپنانے کی تلقین فرمائی ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ ایک شخص کے پاس اتنی ہی مالیت کا ہدیہ دینے کی توفیق نہیں ہے۔ جتنی مالیت کا ہدیہ اس کو اس سے پیشتر اس کے کسی عزیز یا دوست نے دیا ہے۔ تو وہ قرض کا بوجھ اٹھا کر اتنی ہی مالیت کا ہدیہ اسے دے، بالخصوص جب کہ قرض کا بوجھ اس کے لئے ناقابل برداشت ہو۔ اسی طرح ایک شخص صاحب حیثیت ہے اور وہ بطور تعاون زیادہ ہدیہ دے سکتا ہے لیکن وہ سابقہ ہدیے کے پیش نظر زیادہ تعاون کرنے سے گریز کرتا ہے بالخصوص جب کہ وہ شخص زیادہ تعاون کا مستحق اور ضرورت مند ہو۔

اسی لئے اخوت اور سچی ہمدردی کا جذبہ اس بات کا متقاضی ہے کہ شادی بیاہوں کے موقعوں پر ہدیوں کا تبادلہ، جس میں تعاون کی روح کارفرما ہو، وہ گزشتہ ہدیوں کو سامنے رکھنے کی بجائے، اپنی حیثیت اور دوسرے کی ضرورت کے مطابق ہو۔ اس صورت میں تقریبات کے موقعوں پر ہدیوں کا تبادلہ، قرض کی ذیل سے نکل کر یقیناً باہمی تعاون کی ایک بہترین شکل میں تبدیل ہو جائے گا اور اسلامی تعلیمات کا عمدہ مظہر بن جائے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

لا آکل و انا متکئی۔ (صحیح البخاری، کتاب الاطعمة، باب الاکل متکئا)

ترجمہ :۔ میں ٹیک لگائے ہوئے کھانا نہیں کھاتا۔

اس سے معلوم ہوا کہ ٹیک لگا کر کھانا نبی ﷺ کے اسوہ حسنہ کے خلاف ہے۔

ٹیک لگانے کی تعریف میں اختلاف ہے۔ شارحین حدیث کسی ایک تعریف پر متفق نہیں۔ تاہم سنن ابن ماجہ اور طبرانی کی ایک حدیث میں اس فرمان رسول کا پس منظر بیان کیا گیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک (بھنی ہوئی) بکری کا ہدیہ آیا۔ آپ دونوں گھٹنوں کے بل بیٹھے ہوئے اسے تناول فرما رہے تھے تو ایک دیہاتی نے کہا۔ یہ انداز نشست کیا ہے؟ آپ نے فرمایا:

ان اللہ جعلنی عبدا کریما ولم یجعلنی جبارا عنیدا۔ (فتح الباری، کتاب الاطعمة باب مذکور)

ترجمہ :۔ اللہ نے مجھے عبد کریم (متواضع بندہ) بنایا ہے سرکش اور تکبر کرنے والا نہیں بنایا۔

حافظ ابن حجرؒ نے اس کی سند کو حسن قرار دیا ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ کھانا کھاتے وقت ایسے انداز میں بیٹھنا چاہئے جس میں تواضع اور فروتنی ہو۔ متکبر اور سرکش لوگوں کی طرح تکبر اور فخر و غرور کا اظہار نہ ہو۔ (علاوہ ازیں ٹیک نہ لگایا جائے، ٹیک لگانے کی متبادل صورت یہ ہے کہ دیوار یا تکیے پر سہارا ہو۔ اس طرح کھانا اسوہ حسنہ کے خلاف ہے۔)

اسی طرح بعض علماء نے ایسے آرام دہ انداز نشست کو بھی ناپسندیدہ قرار دیا ہے۔ جس سے کھانا فراوانی سے کھانے میں آئے۔

گویا بسیار خوری بھی ناپسندیدہ ہے اور سیرانہ طور طریقے بھی مکروہ۔

بقیہ صفحہ نمبر ۵ پر